تقریر بابت اسلامی اصطلاحات
وقت 5-7 منٹ

تقریر

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کا استعمال

(حضرت مسیح موعودؑ اور خلفائے کرام کے ارشادات کی روشنی میں)

(تقریر نمبر 2)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ ۭ اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ شَكُوْرُ۔ (فاطر:35)

یعنی وہ کہیں گے کہ تمام تر تعریف اللہ ہی کے لئے ہے جس نے ہم سے غم دور کیا۔ یقیناً ہمارا ربّ بہت ہی بخشنے والا (اور) قدردان ہے۔

سامعین! الحمدللہ عربی زبان کا ایک جامع کلمہ ہے جس کے معنی ہیں تمام تعریفیں اور شکر صرف اللہ ہی کے لیے ہیں۔ یہ جملہ اللہ کی صفاتِ کمال کی تعریف اور اس کی نعمتوں پر شکر گزاری کے اظہار کے لیے استعمال ہوتا ہے اور یہ قرآن کی پہلی آیت کا حصہ بھی ہے یعنی اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ تمام حمد اللہ ہی کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا ربّ ہے۔

ہے عجب جلوہ تری قدرت کا پیارے ہر طرف
جس طرف دیکھیں وہی رہ ہے ترے دیدار کا

اللہ تعالیٰ کی وہ تعریف وتوصیف جو محبت اور تعظیم کے ساتھ کی جائے، جس تعریف وتوصیف میں محبت وتعظیم شامل نہ ہو اسے حمد نہیں مدح کہا جاتا ہے۔

امام ابن قیّم لکھتے ہیں کہ ہر اعلیٰ صفت، ہر اچھے نام، ہر عمدہ تعریف، ہر حمد و مدح، ہر تسبیح و تقدیس اور ہر عزت وجلال کی جو کامل ترین اور دائمی وابدی شکل ہو سکتی ہے وہ سب اللہ کے لئے ہے۔ اللہ کی جتنی بھی صفتیں بیان کی جاتی ہیں، جتنے بھی ناموں سے اس کو یاد کیا جاتا ہے اور جو کچھ بھی اللہ کی بڑائی میں کہا جاتا ہے وہ سب اللہ کی تعریفیں ہیں اور اس کی حمد وثنا اور تسبیح و تقدیس ہے۔ اللہ ہر عیب سے پاک ہے، ساری تعریفیں اسی کے لئے ہیں، مخلوق کا کوئی فرد اس کی تعریفوں کو شمار نہیں کر سکتا۔

(تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

اللہ تعالیٰ ہی تمام حمد کا مستحق ہے اور اس کی حمد بیان کرنا اُس کے بندوں پر واجب ہے۔

آج خاکسار اپنی تقریر میں الحمدللہ کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپؑ کے خلفائے کرام کے کچھ ارشادات پیش کرے گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”واضح ہو کہ حمد اس تعریف کو کہتے ہیں جو کسی مستحق تعریف کے اچھے فعل پر کی جائے نیز ایسے انعام کنندہ کی مدح کا نام ہے جس نے اپنے ارادہ سے انعام کیا ہو۔ اور اپنی مشیت کے مطابق احسان کیا ہو۔ اور حقیقت حمد کماحقہ صرف اسی ذات کے لئے متحقق ہوتی ہے جو تمام فیوض وانوار کا مبدء ہو اور علی وجہ البصیرت کسی پر احسان کرے نہ کہ غیر شعوری طور پر یا کسی مجبوری سے۔ اور حمد کے یہ معنی صرف خدائے خبیر وبصیر کی ذات میں ہی پائے جاتے ہیں۔ اور وہی محسن ہے اور اول وآخر میں سب احسان اسی کی طرف سے ہیں۔ اور سب تعریف اسی کے لئے ہے اس دنیا میں بھی اور اُس دنیا میں بھی اور ہر حمد جو اس کے غیروں کے متعلق کی جائے اس کا مرجع بھی وہی ہے۔“

(تفسیر حضرت مسیح موعودؑ، سورۃ الفاتحہ صفحہ 82)

سامعین! جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ قرآن کی پہلی سورت سورۃ فاتحہ کو اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ سے شروع کیا گیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"اس سورۃ کو اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ سے شروع کیا گیا ہے جس کے یہ معنے ہیں کہ ہر ایک حمد اور تعریف اس ذات کے لئے مسلم ہے جس کا نام اللہ ہے۔ اور اس فقرہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ سے اس لئے شروع کیا گیا کہ اصل مطلب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی عبادت روح کے جوش اور طبیعت کی کشش سے ہو اور ایسی کشش جو عشق اور محبت سے بھری ہوئی ہو ہر گز کسی کی نسبت پیدا نہیں ہو سکتی جب تک یہ ثابت نہ ہو کہ وہ شخص ایسی کامل خوبیوں کا جامع ہے جن کے ملاحظہ سے بے اختیار دل تعریف کرنے لگتا ہے اور یہ تو ظاہر ہے کہ کامل تعریف دو قسم کی خوبیوں کے لئے ہوتی ہے۔ ایک کمال حسن اور ایک کمال احسان اور اگر کسی میں دونوں خوبیاں جمع ہوں تو پھر اُس کے لئے دل فدا اور شیدا ہو جاتا ہے۔ اور قرآن شریف کا بڑا مطلب یہی ہے کہ خدا تعالیٰ کی دونوں قسم کی خوبیاں حق کے طالبوں پر ظاہر کرے تا اُس بے مثل و مانند ذات کی طرف لوگ کھینچے جائیں اور روح کے جوش اور کشش سے اُس کی بندگی کریں۔ اس لئے پہلی سورۃ میں ہی یہ نہایت لطیف نقشہ دکھلانا چاہا ہے کہ وہ خدا جس کی طرف قرآن بلاتا ہے وہ کیسی خوبیاں اپنے اندر رکھتا ہے۔ سو اسی غرض سے اس سورۃ کو اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ سے شروع کیا گیا جس کے یہ معنے ہیں کہ سب تعریفیں اس کی ذات کے لئے لائق ہیں جس کا نام اللہ ہے۔"

(تفسیر حضرت مسیح موعودؑ سورۃ الفاتحہ صفحہ 90)

پھر فرمایا:

"اصل یہ ہے کہ سب بھلائیاں اسی کی طرف سے ہیں اور وہی ہے کہ جو تمام بدیوں کو دور کرتا ہے پھر فرماتا ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں اور تمام پرورشیں تمام جہان پر اسی کی ہیں۔"

(تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد اول صفحہ 111)

سامعین! حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں

"غالباً 1901ء کا ذکر ہے کہ ایک دفعہ مَیں حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہِ اقدس میں حاضر تھا کہ حضور علیہ السلام نے توحیدِ باری تعالیٰ پر ایک تقریر فرمائی اور اس میں ارشاد کیا کہ

بعض لوگ کسی کے احسان پر **اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ** کہنے کے بغیر ہی **جَزَاکَ اللّٰہُ** کہہ دیتے ہیں حالانکہ بہ نظر غایت دیکھا جائے تو از روئے معرفت یہ کلمہ بھی اپنے اندر ایک گونہ شرک کا پہلو رکھتا ہے کیونکہ احسان کرنے والے کی ذات اور وہ چیز جس کے ذریعے وہ محسن بنا ہے وہ بھی در حقیقت اللہ تعالیٰ ہی کی پیدا کی ہوئی چیزیں ہیں۔ اس لیے ممنونِ احسان کو چاہیے کہ وہ **جَزَاکَ اللّٰہُ** کہنے سے قبل اللہ تعالیٰ کی توصیف و تحمید بیان کرے اور احسان ہونے پر **اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ** کہے کیونکہ معرفت اور حقیقت کے لحاظ سے یہ ضروری ہے کہ سب سے اوّل خالقِ اسباب کا شکریہ ادا کیا جائے پھر **جَزَاکَ اللّٰہُ** اس شخص کا بھی کہہ دے۔"

(حیاتِ قدسی صفحہ 134)

سامعین! حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک پبلک تقریر میں سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

"یہ چند آیات جو مَیں نے پڑھی ہیں۔ یہ قرآن کریم کے ابتداء میں لکھی ہیں۔ غالباً ہر ایک مسلمان یا یوں کہو کہ ہر ایک مسلمان جو کبھی نماز پڑھتا ہو ان کو یاد رکھتا ہے... اس سورۃ میں اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ کی دعا واقعہ ہوئی ہے اور اس سورۃ پر غور اور تدبّر کرنے سے مجھے ایک اور ایک دو کی طرح ... کامل یقین ہے کہ اسی آیت نے دنیا پر احسان عام کرنا چاہا ہے۔ یہ آیت ایک مسلمان کو نوع انسان کے تمام راستبازوں اور برگزیدوں کی اتباع کی تعلیم دیتی ہے۔"

(خطابات نور صفحہ 481-482)

آپؓ حمد اور ثناء کے الفاظ کا مطلب بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"حمد کا لفظ قرآن شریف میں بھی آیا ہے اور حدیث میں بھی۔ لیکن ثناء کا لفظ قرآن شریف میں نہیں آیا البتہ حدیث میں آیا ہے۔ اور یہ غلط ہے کہ حمد کا لفظ صرف خدا کے لئے مخصوص ہے اور اوروں کے لئے جائز نہیں۔ دیکھو خود نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی اس بات کو ثابت کر رہا ہے کہ محمد کا لفظ اَوروں کے واسطے آسکتا ہے۔ محمد کے معنے ہیں حمد کیا گیا۔ ایسا ہی مقام محمود، جگہ حمد کی گئی۔ غرض کہ قرآن شریف میں محمد رسول اللہ اور مقام محمود، دو جگہ اس بات کے ثبوت میں کافی ہیں کہ حمد کا لفظ غیر خدا پر بھی استعمال ہوا ہے۔"

(ارشادات نور جلد دوم صفحہ 473-474)

پھر فرماتے ہیں:

"رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایمان حقیقی ایمان تھا۔ سب مسلمان اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہتے ہیں اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کے معنٰی یہ ہیں کہ سب سچی تعریفیں اس خدا کے لئے ہیں جو ہر قسم کے نقصوں سے پاک اور تمام خوبیوں کا جامع ہے۔ پس جس کے لئے سب تعریفیں ہوں گی وہی سب سے زیادہ حسین ہو گا اور جو سب سے زیادہ حسین ہو گا وہی زیادہ محبوب اور مطلوب ہو گا۔ اس لئے جو اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہتا ہے وہ ظاہر کرتا ہے کہ خدا کے سوا کوئی حسین نہیں۔ لیکن اگر وہ اور چیزوں کی بھی پرستش کرتا ہے تو وہ حقیقت میں اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کے ثمرات سے بے خبر ہے۔

یوں تو اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اپنے رنگ میں ہر ایک مذہب کا آدمی کہے گا مگر عمل اس کے مخالف ہو گا لیکن جن کو واقعی اس پر یقین ہو گا ان کا عمل ان کے ایمان پر گواہی دے گا۔ ان لوگوں کے مقابلہ میں جو اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ تو کہتے ہیں مگر ان کے اعمال اس پر گواہی نہیں دیتے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھو۔ آپؐ نے بھی اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہا کہ خدا کے لئے سب خوبیاں ہیں۔ پھر آپؐ نے اس قول کو زندگی کے ہر ایک شعبے میں نبھایا۔ فرانس کا ایک مشہور مصنف لکھتا ہے کہ ہم کچھ بھی (نَعُوْذُ بِاللّٰہِ) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے متعلق کہیں۔ ہم کہیں کہ وہ پاگل تھا، مجنون تھا، اس نے دنیا میں ظلم کئے، اس نے سوسائٹی میں تفرقہ ڈالا مگر ہم اس سے انکار نہیں کرسکتے کہ اس کو خدا کے نام کا سخت جنون تھا۔ ہم اور کچھ بھی کہہ دیں مگر یہ نہیں کہہ سکتے کہ اس کو خدا سے تعلق نہیں تھا۔ وہ جو کچھ بھی کرتا اور وہ جس حالت میں بھی نظر آتا، خدا کا نام ضرور اس کی زبان پر ہوتا۔ اگر وہ کھانا کھاتا تو خدا کا نام لیتا، اگر کپڑا پہنتا تو خدا کا نام لیتا، اگر پاخانہ جاتا تو خدا کا نام لیتا، پاخانہ سے فراغت پاتا تو خدا کا نام لیتا، شادی کرتا تو خدا کا نام لیتا، غم میں مبتلا ہوتا تو خدا کا نام اس کی زبان پر ہوتا، کوئی پیدا ہوتا تو خدا کا نام لیتا، کوئی مرتا تو خدا کا نام لیتا، اگر اٹھتا تو خدا کا نام لیتا، اگر بیٹھتا تو خدا کا نام لیتا، سونے لگتا تو خدا کا نام لیتا، جاگتا تو خدا کا نام لیتا، صبح ہوتی تو خدا کا نام لیتا، شام ہوتی تو خدا کا نام لیتا۔ بہر حال محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو کچھ بھی کہو مگر اللہ کے لفظ کا اس کو ضرور جنون تھا۔ یہ نمونہ ہے آپؐ کے اعمال کا کہ دشمن سے دشمن بھی مجبور ہے اس بات کا اقرار کرنے پر کہ آپؐ کے لب پر ہر وقت اور ہر حال میں اور آپؐ کی ہر ایک حرکت وسکون میں خدا ہی نظر آتا تھا۔"

(الفضل 14 دسمبر 1918ء)

سامعین! حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ الحمد للہ کے ذکر میں فرماتے ہیں:

"سورہ فاتحہ جو قرآن شریف کا لب لباب ہے اس کی ابتداء اس طرح فرمائی ہے کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْن اے تمام تعریفیں اسی کے لئے ہیں جو اوّل تو اللہ ہے۔ اللہ کے معنے خود قرآن شریف نے بتادیئے ہیں۔ لَہُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی کہ اُس میں کسی قسم کی بدی اور نقص نہیں ہے۔ وہ تمام خوبیوں کا جامع اور تمام تعریفوں سے متصف ہے اس لئے اَلْحَمْدُ للّٰہ یعنی اللہ ہی کیلئے سب تعریفیں ہیں اور جب سارے نقصوں اور عیبوں سے وہی ایک ہستی ہے جو پاک ہے اور جب تمام صفات کا جامع اور تمام محامد کے لائق صرف اللہ ہی ہے تو پھر اور کس کی حمد ہو سکتی ہے، کسی کی نہیں ہو سکتی۔ اور کوئی اس قابل ہی نہیں ہے کہ اس کی حمد کی جائے صرف اللہ ہی ہے جس کیلئے سب تعریفیں ہیں۔"

(خطبات محمود جلد 4 صفحہ 308)

پھر آپؓ فرماتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ ربُّ العالمین ہے اس کے بڑے بڑے رحم انسان کے اوپر ہیں۔ کوئی ایسا انسان نہیں جو گن سکے کیونکہ ہر کام میں انسان اُس کا محتاج ہے۔ عمر بھر کے احسان کجا صرف صبح سے شام تک جو احسان اللہ تعالیٰ انسان پر کرتا ہے وہ بھی کوئی گننے بیٹھے تو نہیں گن سکتا اور پھر ہزاروں احسان تو ایسے ہیں کہ انسان خود بھی نہیں سمجھ سکتا۔ مثلاً بیسیوں بیماریاں ہیں جو خود بخود پیدا ہوتی ہیں اور خود بخود اللہ تعالیٰ کے فضل سے دور ہو جاتی ہیں۔ میں نے تجربہ کار ڈاکٹروں سے سنا ہے کہ جب انہوں نے کسی انسان کا پوسٹ مارٹم کیا تو معلوم ہوا کہ اسے سل ہوئی تھی جو اندر ہی اندر اچھی ہو گئی۔ یہ تو اس قسم کی بیماریوں کا حال ہے جو اپنا نشان پیچھے چھوڑ جاتی ہیں مگر کئی بیماریاں ایسی ہیں جو اپنا نشان نہیں چھوڑتیں۔ کیا معلوم کہ وہ کسی تعداد میں پیدا ہوئیں اور کب اللہ تعالیٰ کے فضل نے اُنہیں دور کر دیا۔ اِس طرح انسان کو بڑھاپے میں احتیاجیں ہیں۔ پھر جوانی میں، پھر اس سے پہلے بچپن میں، پھر اس سے پہلے ماں کے پیٹ میں، ان سب کو اللہ تعالیٰ کے احسان نے ہی پورا کیا ہے۔ پھر ماں کے پیٹ سے پہلے انسان جس حالت میں تھا پھر اس سے پہلے جسے ماں باپ بھی نہیں جانتے ان سب حالتوں میں بھی انسان خدا کے فضل سے ہی پہنچتا ہے ...... حالانکہ پیدائش سے پہلے پیدائش کے بعد جوانی

بڑھاپے سے گزرتے ہوئے حشر و نشر تک ان احسانات کا سلسلہ چلا جاتا ہے۔ ان احسانات پر غور کرتے ہوئے ہمارا فرض ہو جاتا ہے کہ ہم اس ذات بابرکات کی فرمانبرداری کریں جو ان احسانات کا سرچشمہ ہے۔ مخلوقات میں سے تھوڑا سا بھی کوئی احسان کرتا ہے تو وہ احسان کر کے یہی چاہتا ہے کہ میرا فرمانبردار ہو۔ حالانکہ مخلوق میں سے جو احسان کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کا ہی پیدا کردہ ہے پھر جس چیز سے وہ احسان کرتا ہے وہ بھی اللہ تعالیٰ ہی کی پیدا کی ہوئی ہے۔ اور پھر وہ شفقت اور مہربانی جو باپ یا ماں اپنے بیٹے پر کرتے ہیں وہ بھی خدا ہی نے پیدا کی ہوئی ہے اس لئے اصل میں حمد کے لائق اور احسان ماننے کے قابل تو وہ ہستی ہے جو رب العالمین ہے جس کے احسانات ذرے ذرے پر ہویدا ہیں۔ دنیا میں تو ہم دیکھتے ہیں کہ جو کسی پر ذرا بھی احسان کرے تو وہ اس کی نافرمانی برداشت نہیں کرتا۔ مگر اللہ تعالیٰ کے احسانوں کا یہ حال ہے کہ چور چوری کرتا ہے تو اس کے دیئے ہوئے ہاتھوں سے، اس کی دی ہوئی آنکھوں سے، اس کے دیئے ہوئے پاؤں سے، اس کے بنائے ہوئے رستہ پر چل کر اور اتنا نہیں سوچتا کہ میں اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتوں کا غلط طور پر استعمال کر کے سکھ پا سکتا ہوں۔ کیا جس نے دیکھنے کے لیے آنکھیں دیں اس میں یہ طاقت نہیں کہ ان آنکھوں کو اندھا کر دے۔ کیا جس نے ہاتھ دیئے اس میں یہ طاقت نہیں کہ ان ہاتھوں کو توڑ دے مگر وہ ایسا نہیں کرتا۔ ان سب کی باتوں پر جب مجموعی طور سے غور کیا جائے تو بے اختیار زبان سے نکلتا ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ العلمین۔"

(خطبات محمود جلد 4 صفحہ 14-15)

پھر فرمایا:

"یہ تعلیم کہ اٹھتے بیٹھتے، کھاتے پیتے، چلتے پھرتے ہر وقت خدا کو یاد رکھو۔ اس اخلاص، اس محبت، اس عشق، اس پیار، اس شیفتگی کا پتہ دیتی ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا سے تھی۔ پھر اسی تعلیم کا اثر دیکھ کر مسلمانوں کے بچے، بوڑھے، جوان، عورتیں سب اسی رنگ میں رنگین ہیں۔ کوئی بچہ گرتا ہے تو فوراً منہ سے حَسْبُکَ اللّٰہُ، جب کوئی خوشی ہوتی ہے تو زبانیں پکار اٹھتی ہیں اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔ آخر یہ بات کس نے ان کے دل میں ڈالی؟ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ انسان اپنے پیارے کا نام کسی نہ کسی بہانے سے ضرور سننا چاہتا ہے۔ پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا پیارا تو خدا تھا۔ آپؐ نے ہر حرکت و سکون ہر قول و فعل سے پہلے پیارے کا نام بتا دیا۔"

(انوار العلوم جلد اول صفحہ 369)

فرمایا:

"ہر ایک انسان کو دن میں یا خوشی ہو گی یا رنج پس اگر خوشی ہو تو اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ کہے اور اگر رنج ہو تو اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ پڑھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فَاذْکُرُوا اللّٰہَ قِیٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِکُمْ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر حالت کے متعلق ذکر مقرر فرما دیئے ہیں اس لئے ان کے کرنے سے انسان ہر حالت میں خدا تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رہتا ہے۔ مثلاً ایک شخص جو دفتر میں بیٹھا کام کر رہا ہو وہ اگر اپنے متعلق خوشخبری سنے تو اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہے۔ اگر چلتے ہوئے اسے خوشی کی بات معلوم ہو تو بھی اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہے۔ اگر لیٹے ہوئے خوشی کی بات سنے تو اسی حالت میں اَلحمدُ للّٰہِ کہے۔ اس طرح خود بخود قِیٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِکُمْ اللہ تعالیٰ کا ذکر ہوتا رہے گا۔ پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اَفْضَلُ الذِّکْرِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ (ترمذی کتاب الدعوات باب ما جاء ان دعوۃ المسلم مستجابۃ) جابر سے ترمذی میں روایت ہے کہ سب سے بہتر اور افضل ذکر یہ ہے کہ اس بات کا اقرار کیا جائے کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ باقی اذکار کی بھی مختلف فضیلتیں ہیں۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ کی نسبت فرمایا ہے۔ کَلِمَتَانِ خَفِیْفَتَانِ عَلَی اللِّسَانِ ثَقِیْلَتَانِ فِی الْمِیْزَانِ حَبِیْبَتَانِ اِلَی الرَّحْمٰنِ کہ دو کلمے ایسے ہیں کہ جو زبان سے کہنے میں چھوٹے ہیں مگر جب قیامت کے دن وزن کئے جائیں گے تو ان کا اتنا بوجھ ہو گا کہ ان کی وجہ سے نیک اعمال کا پلڑا بہت بھاری ہو جائے گا۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کو بہت ہی پسند ہیں۔ یہ بھی بہت اعلیٰ درجہ کا ذکر ہے۔ حتّٰی کہ ایک دفعہ جب حضرت مسیح موعودؑ بیماری کے سخت دورہ میں تہجد کے لئے اٹھے اور غش کھا کر گر گئے اور نماز نہ پڑھ سکے تو الہام ہوا کہ ایسی حالت میں تہجد کی بجائے لیٹے لیٹے یہی پڑھ لیا کرو۔ تو یہ بھی بہت فضیلت رکھنے والا ذکر ہے۔ حدیثوں میں آتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کثرت سے اس کو پڑھتے تھے۔"

(انوار العلوم جلد 3 صفحہ 503-504)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے حصولِ تقویٰ کے مختلف اذکار کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

''سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ۔ پڑھتا رہے۔ اس میں یہ سر ہے کہ جو کسی کی تعریف کرے وہ ممدوح چاہتا ہے کہ یہ بھی ایسا ہی بن جائے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پر زور دیا۔ اللہ تعالیٰ کو وحدہ لاشریک ثابت کیا تو خدا نے فرمایا اے نبی! ہم نے تجھے بھی دنیا میں فرد بنا دیا۔ جو اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ کے خدا کی دل و جان اور اپنے عمل سے بڑائی بیان کرے اسے اللہ بڑا بنا دے گا۔ اور جو اس کی تسبیح کرے گا خدا اسے پاک بنادے گا۔ اور جو اس کا حامد بنے گا وہ محمود ہو جائے گا۔''

(انوار العلوم جلد 3 صفحہ 305)

سامعین! حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے بارے میں فرماتے ہیں:

''اپنے وقتوں کو ضائع نہ کریں۔ اپنی طاقتوں کو ضائع نہ کریں۔ اٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے، کھاتے پیتے سوتے جاگتے، آرام کرتے اور کام کرتے غرض جس حالت میں بھی ہوں خدا تعالیٰ کا شکر ادا کریں اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ (الفاتحہ:2) کا کثرت سے ورد کریں۔''

(خطابات ناصر جلد اوّل صفحہ 440)

آپؒ نے اپنی خواہش کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا:

''مَیں چاہتا ہوں کہ تمام جماعت کثرت کے ساتھ تسبیح و تحمید اور درود شریف پڑھنے والی بن جائے اس طرح ہو کہ ہمارے مرد ہوں یا عورتیں روزانہ کم از کم دو سو بار تسبیح و تحمید اور درود شریف پڑھیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہام ہوا ہے یعنی سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ، سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ اور ہمارے نوجوان پندرہ سال سے پچیس سال تک کی عمر کے تینتیس دفعہ یہ تسبیح اور درود شریف پڑھیں اور ہمارے بچے اور بچیاں جن کی عمر سات سال سے کم ہے جو ابھی پڑھنا نہیں جانتے ان کے والدین یا ان کے سرپرست (اگر والدین نہ ہوں) ایسا انتظام کریں کہ ہر وہ بچہ یا بچی جو کچھ بولنے لگ گئی ہے یا لفظ اٹھانے لگ گئی ہے ان سے تین دفعہ تسبیح و درود کہلوایا جائے... آپ کھانا پکا رہی ہوتی ہیں آپ دیگچی میں چمچہ ہلا رہی ہوتی ہیں تا مسالحہ بھون لیں تو آپ اپنے ہاتھ کی حرکت کے ساتھ سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم پڑھ سکتی ہیں آپ ہاتھ کی حرکت کے ساتھ اللھم صلی علی محمد پڑھ سکتی ہیں اس طرح جو کھانا تیار ہو گا وہ کھانے والوں کے معدہ میں صرف مادی غذا سے بھی حصہ ملے گا۔''

(حیات ناصر جلد اول صفحہ 619-620)

سامعین! اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کے بارے میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اَلْحَمْدُ دو طرح سے پڑھا جاتا ہے ایک فاعلی حالت میں اور مفعولی حالت میں۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کا ایک مطلب یہ ہے کہ کامل حمد اللہ ہی کے لئے ہے اور کسی پر سجتی نہیں۔ جتنا مرضی تم زور لگا ڈالو حمد کا مضمون خدا کے سوا کسی اور ذات پر صادق ہی نہیں آسکتا۔ ایک یہ معنیٰ بھی ہے اور دوسرا یہ کہ خدا کے سوا کوئی حمد کرنے کی اہلیت ہی نہیں رکھتا۔ حمد وہ جو خدا کرے ورنہ بندے کی حمد کی کیا قیمت ہے اور کیا حیثیت اور کیا حقیقت ہے؟ نہ وہ حقیقت میں عالم الغیب ہے اور نہ عالم الشہادہ ہے۔ دھوکے کی دنیا میں رہتا ہے، خود کو دھوکے دے رہا ہے۔ لوگوں کے دھوکوں اور فریبوں کا شکار رہتا ہے۔ اس لئے کسی کی حمد کسی انسان کے لئے کچھ بھی معنی نہیں رکھتی۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ہاں حمد ہو تو خدا کی حمد ہو جس کی خدا حمد کرے۔''

(خطباتِ طاہر جلد 12 صفحہ 196)

سامعین! اب آخر میں اپنے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا الحمد للہ کے بارے میں ایک ارشاد پیش کرتا ہوں۔ آپ ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''عموماً ہم جب اللہ تعالیٰ کے فضل اور انعام کو دیکھتے ہیں تو اکثریت کے منہ سے اللہ تعالیٰ کے فضل اور انعام کے ذکر پر اَلْحَمْدُ لِلّٰہ نکلتا ہے، چاہے اُسے اَلْحَمْدُ کے گہرے معنی کا علم ہو یا نہ ہو۔ ایک ماحول میں اُٹھان کی وجہ سے یہ احساس ضرور ہے کہ چاہے تکلّفاً ہی کہا جائے، اَلْحَمْدُ لِلّٰہ ضرور کہنا ہے۔ کم علم سے کم علم کو بھی یہ احساس ضرور ہوتا ہے کہ یہ الفاظ ضرور کہے جائیں جو اللہ تعالیٰ کی تعریف کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ پس ایک احمدی کے منہ سے ہر ایسے موقع پر جس سے خوشی پہنچ رہی ہو، جس پر جب اللہ تعالیٰ کے فضل نازل ہو رہے ہوں، اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی انعام مل رہا ہو، یا کسی بھی طریقے سے یہ احساس ہو کہ اللہ تعالیٰ مجھے نواز رہا ہے تو اَلْحَمْدُ لِلّٰہ ضرور

نکلتا ہے، چاہے وہ کسی کی ذاتی خوشی ہو یا جماعتی طور پر اللہ تعالیٰ کا فضل ہو اور یہ اَلْحَمْدُلِلّٰہ کے الفاظ کی ادائیگی ہر ایسے موقع پر ایک احمدی کے منہ سے ہونی بھی چاہئے۔ لیکن ان الفاظ کی ادائیگی کا اظہار الفاظ کہنے والے کے لئے اور بھی زیادہ برکت کا موجب بن جاتا ہے جب وہ سوچ سمجھ کر، اُس کی روح کو جانتے ہوئے یہ الفاظ کہے۔ ہم احمدی خوش قسمت ہیں کہ ہم نے اس زمانے کے امام اور مسیح موعود کو مانا ہے، مہدی موعود کو مانا ہے اور اس ایمان کی وجہ سے ہمیں اَلْحَمْدُلِلّٰہ یا کسی بھی قرآنی لفظ کے معانی اور روح کو سمجھنے میں دقت نہیں ہے، بشرطیکہ ہماری اس طرف توجہ ہو۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ سے علم پا کر اس کی روح سے ہمیں روشناس کروایا ہے۔ اَلْحَمْدُلِلّٰہ کی مختلف رنگ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وضاحت فرمائی ہے۔ اس وقت مَیں ایک مختصر وضاحت حَمْد کے لفظ کی آپ کے الفاظ میں بیان کرتا ہوں۔ آپ علیہ السلام فرماتے ہیں۔

”واضح ہو کہ حمد اُس تعریف کو کہتے ہیں جو کسی مستحق تعریف کے اچھے فعل پر کی جائے۔ نیز ایسے انعام کنندہ کی مدح کا نام ہے جس نے اپنے ارادہ سے انعام کیا ہو اور اپنی مشیئت کے مطابق احسان کیا ہو۔ اور حقیقتِ حمد کماحقہٗ صرف اُسی ذات کے لئے متحقق ہوتی ہے جو تمام فیوض و انوار کا مبدء ہو اور علی وجہ البصیرت کسی پر احسان کرے نہ کہ غیر شعوری طور پر یا کسی مجبوری سے۔ اور حمد کے یہ معنی صرف خدائے خبیر و بصیر کی ذات میں ہی پائے جاتے ہیں اور وہی محسن ہے اور اول و آخر میں سب احسان اُسی کی طرف سے ہیں اور سب تعریف اُسی کے لئے ہے، اِس دنیا میں بھی اور اُس دنیا میں بھی اور ہر حمد جو اُس کے غیروں کے متعلق کی جائے، اُس کا مرجع بھی وہی ہے۔“ (اردو ترجمہ از اعجاز المسیح۔ بحوالہ تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد اوّل سورۃ فاتحہ صفحہ 74-75 مطبوعہ ربوہ)

پس یہ وہ تفصیل ہے جس کا لفظ حَمْد حامل ہے اور جب ان باتوں کو سامنے رکھ کر اَلْحَمْدُلِلّٰہ کہا جائے تو وہ حقیقی حمد بنتی ہے جو ایک مومن کو خدا تعالیٰ کی کرنی چاہئے۔ قرآنِ کریم میں یہ لفظ حمد بہت سی جگہوں پر اللہ تعالیٰ کی حمد کی طرف توجہ دلاتے ہوئے استعمال ہوا ہے۔ بہر حال اس وقت مَیں اس اقتباس کے حوالے سے بات کروں گا، اس کی تھوڑی سی وضاحت کروں گا۔ اس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حمد کی وضاحت کے حوالے سے جن باتوں کی طرف توجہ دلائی ہے وہ یہ ہیں۔ ایک تو یہ بات کہ ایسی تعریف جو کسی مستحق تعریف کے اچھے فعل پر ہو اور انسانوں میں سے بھی مختلف لوگوں کی تعریف ہوتی ہے۔ لیکن فرمایا کہ جو تعریف کا مستحق ہے اور تعریف کا سب سے زیادہ مستحق اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کون ہو سکتا ہے؟ پس ایک بات تو یہ ذہن میں رکھنی چاہئے کہ تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کی اس لئے ہیں کہ وہی سب سے زیادہ تعریف کا حقدار ہے۔“

(خطبہ جمعہ 20؍ جولائی 2012ء)

اللہ تعالیٰ ہمیں حقیقی معنوں میں حمد کرنے والا بنائے۔ آمین

(کمپوزڈ: مسز عائشہ چوہدری۔ جرمنی)